مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی
(استاذ مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی)

سلف کا خوفِ آخرت

خوفِ آخرت ہی درحقیقت گناہوں سے بچانے کا ذریعہ ہے، دلوں میں خوفِ آخرت کی روح جب تازہ تھی، اور آخرت کی جواب دہی کا جذبہ غالب تھا، تو مسلمان کے اخلاق و اعمال آج سے مختلف تھے، اُن کی زندگی ایمان و عمل کی ضیار پاشیوں سے منور تھی،

لیکن آج یہ جذبہ سرد پڑ چکا ہے، اسی لئے ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوب چکی ہے، ہمارے سلف خوفِ آخرت کے جذبہ سے سرشار تھے، اس مختصر مضمون میں اس سلسلہ کے چند واقعات کی نشاندہی کی کوشش کی گئی ہے، شاید ہمارے دل بھی اس متاعِ گم شدہ سے دوبارہ بہرہ ور ہوجائیں، اور ہماری زندگیاں پھر سے حیات نو حاصل کرلیں،

ہمارے اسلافِ کرام، صحابہ، تابعین، ائمہ کی صفات کا سرچشمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی، بلکہ ان نفوسِ قدسیہ پر آپؐ ہی کی صفات کا عکس تھا، اس لئے ہم اس سلسلہ کی ابتدا، آپؐ ہی کے ذکرِ جمیل سے کرتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خاتم الانبیاء افضل رسل تھے، محبوب خاص تھے، تاہم خوفِ آخرت کا عالم یہ تھا کہ فرمایا کرتے کہ مجھ کو کچھ نہیں معلوم کہ میرے اوپر کیا گذرے گی؟ آپؐ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو آپؐ تعزیت کو تشریف لے گئے، نعش رکھی تھی، ایک عورت نے نعش کی طرف مخاطب ہوکر کہا، خدا گواہ ہے کہ خدا نے تجھ کو نوازا، آپؐ نے فرمایا تم کو کیونکر معلوم ہوا؟ بولیں، خدا نے ان کو نہیں نوازا تو اور کس کو نوازے گا؟ ارشاد ہوا کہ مجھ کو بھی ان کی نسبت بھلائی کی توقع ہے، لیکن پیغمبر ہوکر بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا[1]،

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ کے بال پکنے لگے، فرمایا: مجھے سورۃ ہود، واقعہ، المرسلات اور عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا[2]، (ان سورتوں میں قیامت، حشر، نشر کے واقعات مذکور ہیں)۔

ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ جب دو تہائی رات

---

[1] صحیح بخاری، باب الجنائز، [2] شمائل ترمذی باب ما جاء فی شیبہ صلی اللہ علیہ وسلم،

گذر جاتی تو یہ الفاظ ادا فرماتے: "لوگو! خدا کو یاد کرو، خدا کو یاد کرو، زلزلہ آرہا ہے، اس کے پیچھے پیچھے آنے والا آرہا ہے، موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی، موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی ہے"۔[1]

آپ فرمایا کرتے "لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تم کو ہنسی کم اور رونا زیادہ آتا"۔[2]

ایک دوسری روایت میں زیادہ تفصیل ہو کہ کہ آپ فرمایا کرتے:

"میں ایسی چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھتے، اور ایسی باتوں کو سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے، آسمان چرچرا رہا ہے، اور اس کو چرچرانا چاہیے، چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے سجدہ میں نہ ہو، بخدا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ، عورتوں سے لذت کوشی نہیں کرتے، اور جنگلوں کی طرف اللہ کا نام لیتے ہوئے نکل کھڑے ہوتے"۔

اس حدیث کے راوی حضرت ابو ذر غفاریؓ ہیں انھوں نے جب اس کو سنا تو فرمانے لگے: کاش میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ کر پھینک دیا جاتا۔[3]

ایک دفعہ آپ نے نہایت موثر خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا:

"اے جماعت قریش! اپنی آپ خبر لو، میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے بنی عبد مناف! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے صفیہ! رسول خدا کی پھوپھی میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ! میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔"

ایک مرتبہ آپ نماز کے لئے تشریف لائے، آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہنس رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم اگر موت کو یاد رکھو تو اس طرح سے نہ ہنسو، موت کو یاد رکھو، قبر ہر روز کہتی ہے: میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔" اور جب کوئی بندۂ مومن دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: خوش آمدید! میری پشت پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا، اب جبکہ تو میرے قبضہ میں آیا ہے تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں، اس کے بعد زمین تا حد نگاہ وسیع و فراخ ہو جاتی ہے، اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے،

اور جب کوئی گناہگار یا کافر بندہ دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: تو میری پشت پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھا، اب جب کہ تو میرے قبضہ میں آیا ہے تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں، اس کے بعد قبر اس کو دبالیتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں، اور اس کو ڈسنے کے لئے ستر سانپ مقرر کر دیئے جاتے ہیں، اگر ان میں سے ایک

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب البکاء والخوف،

[2] صحیح بخاری بروایت ابی ہریرہؓ،

[3] شرح شفاء بحوالہ ترمذی،

سانپ بھی زمین پر اپنی پھنکار مارے تو قیامت تک زمین میں کچھ نہیں اُگے، یہ ستر سانپ اس کو ڈستے رہتے ہیں اور نوچتے رہتے ہیں تا آنکہ حساب وکتاب کا وقت آجائے،

پھر آپ نے ارشاد فرمایا،

"قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا" [51]

ایک دفعہ اعراب بادیہ کا مسجد نبوی میں اتنا ہجوم ہوا کہ آپ پسنے کے قریب ہو گئے، مہاجرین نے اُٹھ کر لوگوں کو ہٹایا، آپ نکل کر حضرت عائشہ رض کے حجرے میں تشریف لائے، اور تقاضائے بشری سے بددعا زبان سے نکل گئی، فوراً قبلہ رُخ ہو کر دونوں ہاتھ خدا کی بارگاہ میں اٹھائے، اور دعا کی، خدایا میں انسان ہوں، اگر تیرے بندے کو مجھ سے تکلیف پہنچے تو مجھے آخرت میں سزا نہ دینا" [52]

خوفِ آخرت اور خشیتِ الٰہی سے آپ پر اکثر رقت طاری رہتی، اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی: فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا، تو بے اختیار چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے، [53]

نماز میں بھی رقت طاری رہتی، اور آنسو جاری ہو جاتے، عبداللہ بن شخیر رض ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار خدمت نبوی میں حاضر ہوا، دیکھا تو آپ نماز میں مشغول ہیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور قلب مبارک سے ہانڈی کے اُبلنے کی طرح آواز آرہی ہے۔ [54]

ایک بار آپ ایک جنازہ میں شریک تھے، قبر کھودی جارہی تھی، آپ قبر کے کنارے بیٹھ گئے، یہ منظر دیکھکر آپ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی، پھر فرمایا، بھائیو اس دن کے لئے سامان کر رکھو۔ [55]

ایک دفعہ کسی غزوہ سے تشریف لا رہے تھے، راہ میں ایک پڑاؤ ملا، کچھ لوگ بیٹھے تھے، آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ بولے ہم مسلمان ہیں، ایک عورت بیٹھی چولھا سُلگا رہی تھی، پاس ہی اس کا لڑکا تھا، آگ خوب روشن ہو گئی، اور بھڑک گئی، تو وہ بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں آئی، اور بولی، آپ رسول اللہ ہیں؟ ارشاد ہوا، ہاں! بیشک! پھر اس نے کہا کیا ایک ماں اپنے بچے پر جس قدر مہربان ہے کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں بے شک، اس نے کہا تو ماں اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈالتی، آپ پر گریہ طاری ہو گیا، پھر سر مبارک اٹھا کر فرمایا، خدا اس بندہ کو عذاب دے گا جو سرکش اور متمرد ہے، خدا سے سرکشی کرتا ہے اور اس کو ایک نہیں کہتا، [56]

ابن ابی ہالہ کی ایک طویل حدیث میں آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (آخرت) کے غم میں متواتر مشغول رہتے، (ذات وصفات باری تعالیٰ یا امت کی بہبود کے لئے) ہر وقت سوچ میں رہتے، ان

---

۵۱ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ترمذی،

۵۲ سیرۃ النبی جلد دوم بحوالہ مسند احمد بن حنبل رح،

۵۳ صحیح بخاری کتاب التفسیر،

۵۴ شرح شفاء بحوالہ ترمذی وابی داؤد،

۵۵ سیرۃ النبی جلد دوم بحوالہ سنن ابن ماجہ باب البکاء والخوف،

۵۶ سیرۃ النبی بحوالہ ابن ماجہ باب ما یرجی من رحمۃ اللہ،

امور کی وجہ سے کسی وقت بھی آپ کو بے فکری اور راحت نہیں ہوتی تھی[۵۱]

حضرت صدیق اکبرؓ

صدیق اکبر حضرت ابوبکر الصدیقؓ جو جماعت صحابہؓ میں سب سے زیادہ اسرار شریعت کے محرم اور روح اسلامی کے دانائے راز تھے، اُن پر خوف آخرت اور خشیت الٰہی کا اتنا غلبہ رہتا تھا کہ نماز کی حالت میں چوب خشک نظر آتے تھے، صدیق اکبرؓ کے نواسے عبداللہ بن الزبیرؓ نماز میں اس طرح کھڑے رہتے تھے کہ وہ ایک خشک لکڑی معلوم ہوتے تھے، کسی نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ نماز کہاں سے سیکھی، کہا حضرت ابوبکرؓ سے[۵۲]،

حضرت ابوبکر صدیقؓ سرسبز درخت دیکھتے تو فرماتے "کاش میں درخت ہوتا کہ آخرت کے خطروں سے محفوظ رہتا" چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو فرماتے "پرندو! تم خوش نصیب ہو، کہ دنیا میں چرتے، چہکتے اور درختوں کے سایہ میں بیٹھتے ہو، اور قیامت کے محاسبہ کا کوئی خطرہ نہیں، کاش ابوبکر تمھاری طرح ہوتا"[۵۳]

حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آکر حبش کی ہجرت کا ارادہ کیا، برک الغماد، جو مکہ معظمہ سے یمن کی سمت پانچ دن کی راہ ہے وہاں تک پہنچے تھے کہ ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی، جو قبیلۂ قارہ کا رئیس تھا، اس نے پوچھا کہاں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میری قوم مجھ کو رہنے نہیں دیتی، چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جاکر خدا کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ تم جیسا شخص مکہ سے نکل جائے، میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں،

حضرت ابوبکر الصدیقؓ اس کے ساتھ واپس آئے ابن الدغنہ مکہ پہنچ کر شام سرداران قریش سے ملا اور کہا کہ ایسے شخص کو نکالتے ہو جو مہمان نواز ہے، مفلسوں کا مددگار ہے، رشتہ داروں کو پالتا ہے، مصیبتوں میں کام آتا ہے[۵۴]،

قریش نے کہا لیکن شرط یہ ہے کہ ابوبکر نمازوں میں چپکے چپکے جو چاہیں پڑھیں، آواز سے قرآن پڑھتے ہیں تو ہماری عورتوں اور بچوں پر اثر پڑتا ہے،

حضرت ابوبکرؓ نے چند روز یہ پابندی اختیار کی، لیکن آخر انھوں نے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی، اور اس میں خضوع و خشوع کے ساتھ باواز قرآن پڑھتے تھے چونکہ آپ نہایت رقیق القلب تھے، قرآن پڑھتے تو بے اختیار روتے، عورتیں اور بچے ان کو دیکھنے سے اور متاثر ہوتے، قریش نے ابن الدغنہ سے شکایت کی، اس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اب میں تمھاری حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خدا کی حفاظت کافی ہے، میں تمھارے جوار سے استعفاء دیتا ہوں[۵۵]،

---

۵۱ شمائل ترمذی باب فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۵۲ کنز العمال جلد ۶، ۵۳ حوالہ مذکورہ،

۵۴ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جو تاریخی الفاظ کہے تھے، ابن الدغنہ کے یہ الفاظ اس سے ملتے جلتے ہیں، اس سے نبوت اور صدیقیت کے تعلق خاص کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے،

۵۵ صحیح بخاری باب الہجرۃ الی المدینۃ،

ایک دفعہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا، خادم شہد ملا ہوا پانی لے کر حاضر ہوا، آپ نے منہ سے ابھی قریب بھی نہیں کیا تھا، کہ رونے لگے، اور اتنے روئے کہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی رُلا دیا جب رونا کم ہوا تو پھر گلاس منہ سے لگایا، پھر رونے لگے، اور اس قدر روئے کہ لوگ سمجھے جان جان آفرین کے سپرد کر دیں گے دیر تک روتے رہے، افاقہ ہوا تو لوگوں نے رونے کا سبب دریافت کیا، آپ نے فرمایا،

"میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا، کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو اپنے سے دور کر رہے ہیں، حالانکہ اس وقت بظاہر کوئی چیز سامنے نظر نہیں آ رہی تھی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، آپ کس چیز کو دور کر رہے ہیں؟ بظاہر تو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی،

آپ نے ارشاد فرمایا: یہ دنیا آراستہ و پیراستہ ہو کر میرے سامنے آئی ہے اس کو اپنے سے دور کر رہا ہوں۔[1] پھر آپ نے فرمایا، "دنیا میرے پاس سے یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ آپ تو مجھ سے محفوظ رہے، لیکن آپ کے بعد آنے والے مجھ سے محفوظ نہیں رہیں گے"

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا میں اس بات سے روتا ہوں کہ کہیں دنیا میرے پاس تو نہیں آگئی۔[1]

حضرت صدیق اکبرؓ کے خطبات دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی طرف میلان سے پُر ہوتے تھے، ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"کہاں ہیں وہ خوبصورت چہرہ والے جن کو اپنی جوانی و شباب پر ناز تھا؟ کہاں ہیں وہ عظیم بادشاہ، جنھوں نے شہر بسائے اور ان کو ناقابلِ تسخیر دیواروں سے محفوظ کیا؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو میدانِ جنگ میں دادِ شجاعت دیتے تھے؟ آج زمانہ نے اُن کو پیس کر رکھ دیا ہے، اور پستی کے اندھیروں میں ڈال دیا ہے۔[2]

حضرت فاروق اعظمؓ

فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں حافظ ذہبیؒ نے کہا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کی بدولت اسلام کو قوت و شوکت عطا فرمائی، شہروں اور ملکوں کو ان کے ذریعہ فتح کیا، وہ صدق کا پیکر تھے، اُن کی زبان پر حق جاری کیا گیا، اور انھیں فراست عطا کی گئی، جن کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے، یہی ہیں جن سے شیطان نے راہ فرار اختیار کی، اور ایمان و اسلام نے بلندی پائی، اور اذان کا اعلان ہوا۔[3]

حضرت فاروق اعظمؓ کے رگ و پے میں خوفِ آخرت اور خشیت الٰہی جاری و ساری تھی، اس کے مواخذہ کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے، کہ اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا تمام دنیا جنتی ہے تب بھی مواخذہ کا خوف دل سے زائل نہیں ہوگا کہ شاید وہ ایک بدقسمت انسان میں ہی ہوں،

ایک مرتبہ راہ سے تنکا اٹھا کر فرمایا: کاش!! میں بھی خس و خاشاک ہوتا، کاش! میں پیدا ہی نہیں ہوتا

---

۱ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج ۱ ۲ حلیۃ الاولیاء ۳ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ۴ کنز العمال جلد ۶،

کاش میری ماں مجھے نہ جنتی،

ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیوں ابوموسیٰ اس پر راضی ہو کہ ہم لوگ اسلام اور ہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے طفیل میں برابر سرابر چھوٹ جائیں نہ عذاب ملے نہ ثواب ابوموسیٰ نے کہا، میں تو اس پر راضی نہیں ہوں، ہم لوگوں نے نیکیاں کی ہیں، اس کے صلہ میں امید رکھتے ہیں، فرمایا اس ذات کی قسم: جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے میں تو صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ بے مواخذہ چھوٹ جاؤں،[1]

نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے تھے جن میں قیامت کی ہولناکی اور خدا کی عظمت و جلال کا ذکر ہوتا، انھیں پڑھ کر زار زار روتے تھے،

ایک مرتبہ جمعہ کے خطبہ میں اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ پڑھی جب عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ پر پہنچے تو اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی،[2]

عبداللہ بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے چہرہ پر کثرتِ گریہ و بکاء سے دو لکیریں پڑ گئی تھیں،[3] تلاوتِ قرآن کے وقت اس قدر روتے تھے کہ ہچکی بندھ جاتی تھی، اور گر پڑتے تھے، اور بیمار ہو جاتے تھے، حتیٰ کہ لوگ عیادت کو آتے تھے،[4]

آپ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی میں تین صف پیچھے تھا، لیکن آپ کے رونے کی آواز مجھے آرہی تھی،

آخرت کی جواب دہی کا اس قدر خوف غالب تھا کہ فرمایا کرتے۔

"اگر فرات کے کنارے کوئی بکری بلاوجہ بیکار مرجائے، تو مجھے ڈر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں مجھ سے آخرت میں سوال کرے گا"[5]

---

[1] کنز العمال ج ۶، [2] کنز العمال ج ۶، [3] حلیۃ الاولیاء۔ [4] حوالۂ مذکورہ، [5] حوالۂ مذکورہ،

آئندہ شمارے سے

مندرجہ ذیل دو عنوان مستقل ملاحظہ فرمائیے:

آپ کے سوال: اس سلسلہ میں قارئین کے دینی سوالات کا جواب دیا جائے گا، آپ میں سے ہر شخص اس کے لئے دینی اور علمی سوالات روانہ کر سکتا ہے، تمام سوالات دینی، علمی، معاشرتی یا فقہی انداز کے ہونے چاہئیں،

جہانِ نو: اس عنوان کے تحت نئے علوم کا عام فہم تعارف پیش کیا جائے گا، آئندہ شمارے میں سائنس کے مشہور مصنف میجر آفتاب حسن صاحب صدر شعبۂ تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی کا مضمون ملاحظہ فرمائیے،

Haaq Muhammad Chishti

دارالعلوم کراچی کا ترجمان

ماہنامہ البلاغ کراچی

سرپرست

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم

مدیر اعلیٰ	مدیر
محمد تقی عثمانی	خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری
استاذ دارالعلوم کراچی	ناظم مکتبہ دارالعلوم کراچی

جلد (۱) — محرم سنہ ۱۳۸۷ھ ، اپریل سنہ ۱۹۶۷ء — شمارہ (۱)

قیمت فی پرچہ	سالانہ بدل اشتراک
۵۰ پیسے	چھ روپے

پتہ

ماہنامہ "البلاغ" دارالعلوم کراچی ۱۴

فون نمبر ۲۸۱۱۶

[illegible]

ترتیب